OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تدبر القرآن کے تناظر میں سورۃ الحجرات (آیات 9 تا 13) کی معاشرتی تعلیمات کا تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of the Social Teachings of Sūrah Al-Ḥujurāt (Verses 9–13) in the Light of Tafsīr Maʿārif al-Qurʾān and Tafsīr Tadabbur al-Qurʾān

Dr. Muhammad Noman
Assistant Professor, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: numanm964@gmail.com

Hafsa (Corresponding Author)
BS Islamic Studies, Department of Islamic & Arabic Studies, University of Swat
Email: 762hafsa@gmail.com

Received on: 02-02-2026 Accepted on: 15-03-2026

Abstract

A society in which individuals show consideration and respect for one another, transform differences into means of reconciliation rather than discord, and fully safeguard human dignity is the society that truly becomes a symbol of genuine social cohesion. The concluding verses of Sūrah Al-Ḥujurāt were revealed to reinforce these very social principles. These verses repeatedly emphasize maintaining peace and reconciliation among people, refraining from the inappropriate use of sarcasm and mockery, and avoiding negative behaviors. The purpose of these divine guidelines is not merely to purify the hearts and promote gentleness in speech, but also to protect interpersonal relationships from discord and corruption. In particular, Verse 13 makes it clear that the true criterion of superiority among human beings is neither language nor noble lineage, but solely Taqwa (God-consciousness). Furthermore, the concluding verses of the Surah beautifully highlight the distinction between merely claiming to have faith and demonstrating faith through practical conduct. This article presents a comparative analysis of the concluding verses of Surah Al-Hujurat in the light of Tafsīr Maʿārif al-Qurʾān and Tafsīr Tadabbur al-Qurʾān.

Keywords: Social Teachings, Sūrah Al-Ḥujurāt, Tafsīr Maʿārif al-Qurʾān, Tafsīr Tadabbur al-Qurʾān.

تعارف:

ایک ایسا معاشرہ جس میں افراد ایک دوسرے کا لحاظ کرتے ہوں ،اختلافات کو فساد کی بجائے اصلاح کا زریعہ بناتے ہوں، اور عزت نفس کا بھرپور تحفظ کرتے ہوں،وہی معاشرہ حقیقی اجتماعی وحدت کی علامت بنتا ہے۔ سورہ الحجرات کی اخری آیات انہی معاشرتی اصولوں کو مضبوط کرنے کیلئے نازل ہوئیں۔ ان آیات میں آپس میں ایک دوسرے کے درمیان صلح وصفائی قائم رکھنے،طنزومزاح کا

ناجائز استعمال ترک کرنے، اور منفی رویوں سے باز رہنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ ان ہدایات کا مقصد نہ صرف دلوں کی پاکیزگی اور زبان کی نرمی ہے۔ بلکہ تعلقات کو فتنہ وفساد سے بچانا بھی ہے۔ خاص طور پر آیت 13 میں اللہ تعالٰی نے واضح کر دیا ہے کہ انسانوں میں اصل معیار زبان یا اچھے خاندان سے نہیں بلکہ صرف اور صرف تقوٰی پر ہے۔ اور سورۃ کے اختتامی آیات میں ایمان کے دعوے اور اسکے عملی اظہار کے درمیان اختلاف کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں سورہ الحجرات کے آخری آیات کا تقابلی جائزہ تفسیر معارف القرآن اور تفسیر تدبر القرآن کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

1-مومنین کے دو متنازعہ فریقوں کے درمیان منصفانہ اصول واخوت کا نظام:

اسلام مسلمانوں کے درمیان امن قائم رکھنے اور جھگڑوں کو ختم کرنے کا اصول بیان کرتی ہیں کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اس لئے کسی بھی طرح کا اختلاف پیدا ہونے پر آپس میں صلح کرلو اور انصاف قائم کرو۔ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

”وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ . اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ“ [1]

ترجمہ: اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ اور اگر ایک فریق زیادتی کرے تو اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر جب وہ رک جائے تو انصاف کے ساتھ صلح کراؤ۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مؤمن تو آپس میں بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن کے اس حکم کی تائید حدیث نبوی ﷺ سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان المسلمين عند الله علٰى منابر من نور"- [2]

عدل وانصاف کی روحانی اور سماجی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں عدل وانصاف کے اصول کو اپنائیں اور دوسروں کے حقوق کا تحفظ بھی کرے۔

معارف القرآن:

معارف القرآن میں مولانا صاحبؒ نے ان آیات میں مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کا ایک جامع قانون بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق اگر دو مسلمان فریقین آپس میں لڑ پڑیں تو سب سے پہلے مصالحت کی کوشش کرنی چاہئیے۔ اگر ایک ٹولہ زیادتی کرے تو دوسرے گروہ کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کے خلاف کھڑے ہو یہاں تک کہ وہ ظلم چھوڑ دے۔

آیت کے دوسرے حصے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمین کا آپس کا رشتہ سگے بھائیوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے لہٰذا جھگڑوں کو ختم کرنے اور تعلقات درست کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئیے۔[3]

تدبر القرآن:

تدبر القرآن کے مطابق اس آیت میں بیان کردہ حکم صرف اخلاقی ہدایت ہی نہیں بلکہ ایک اجتماعی ذمہ داری بھی ہے۔ ان کے مطابق اسلامی معاشرے کی مثال ایک خاندان کی سی ہے۔ اس لئے اگر دو پارٹیاں آپس میں لڑے تو پورے معاشرے پر لازم ہے کہ ان دونوں کے درمیان تعلقات کو بحال کریں۔ اگر ایک جماعت کے لوگ ضد پر اڑ جائے تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اسے طاقت کے ذریعے روک کر امن بحال کریں۔ اور یہ کہ بھائی چارہ صرف زبانی دعوٰی نہیں بلکہ عملی اقدامات سے ثابت ہوتا ہے۔[4]

اتفاقی نکات:

- دونوں تفاسیر مسلمانوں کے درمیان صلح اور انصاف قائم کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اور ساتھ میں اہل اسلام کو بھائی قرار دینے کے جملے کو امن واخوت کی بنیاد بنایا۔
- دونوں نے زیادتی کرنے والے طبقوں کے خلاف کاروائی کو ضروری قرار دیا۔

اختلافی نکات:

- معارف القرآن میں زیادہ زور اخلاقی ودینی فریضہ پر دیا گیا ہے جبکہ تدبر قرآن میں ریاستی ذمہ داری پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔
- معارف القرآن نے مثالوں کے ذریعے صحابہ کے دور کے واقعات بیان کئے، جبکہ تدبر قرآن نے اس حکم کے سماجی وسیاسی پہلو پر تفصیل سے بات کی ہے۔

2- تمسخر، طعنہ زنی اور برے القابات سے اجتناب:

کسی مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کا مذاق اڑائے۔ درحقیقت معاشرہ انہی چیزوں سے پھلتا پھولتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ "[5]

ترجمہ: اے ایمان والوں! کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں شاید وہ ان سے بہتر ہو۔ آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ اور نہ ہی برے ناموں سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بہت برا ہے۔ اور جو توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔

معارف القرآن:

مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ آیت (11) افراد کے باہمی حقوق اور اداب معاشرت کا ذکر ہے۔ آیت میں تین چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ ایک یہ کہ کسی مسلمان کا مذاق نہ اڑایا جائے۔ دوسرا یہ طعنہ نہ مارے اور تیسرا یہ کہ کسی شخص کو ایسے لقب سے پکارنا جس کو وہ برا مانتا ہو۔ اور اس کے منع کرنے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اپنے اخلاص اور صدق دل کی وجہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر اور اچھا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد اگر کسی کتے کے ساتھ بھی استہزاء کروں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں خود کتا نہ بنایا جاؤ۔[6]

تدبر القرآن:

امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ یہ آیت انسانوں کے درمیان معاشرتی تعلقات کی پاکیزگی کے لئے نازل ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی کا مذاق اڑانا گویا کہ کسی کی عزت پر حملہ کرنا ہے۔ اور اس سے دلوں میں نفرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ چنانچہ ایک اچھا معاشرہ اس وقت بنتا ہے جب ایک دوسرے کے باہمی احترام کا ہر وقت خیال رکھا جائے۔[7]

اتفاقی نکات:

- دونوں حضرات نے اس آیت میں تین باتوں، کسی کے ساتھ تمسخر کرنے، طعنہ زنی اور کسی کو برے القابات سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے اور ساتھ میں اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے۔
- دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مذاق اڑانے والا ممکن ہے کہ اللہ کے ہاں کمتر ہو اور جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہو وہ افضل ہو۔

اختلافی نکات:

- معارف القرآن میں "فسوق" کے مفہوم پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور گناہ کے بعد توبہ نہ کرنے کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ تدبر قرآن نے آیت کی معاشرتی اور نفسیاتی اثرات کو بیان کیا ہے۔

3-بدگمانی، غیبت، اور تجسس سے روک:

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۖ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۗ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ"[8]

ترجمہ: اے ایمان والو! زیادہ گمان سے بچو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کرو، نہ ہی ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ یقیناً تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا ہے۔

معارف القرآن:

مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بدگمانی کی وجہ سے لوگوں کے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں ارو معاشرے میں فساد برپا کرتی ہے۔ البتہ ہر گمان گناہ نہیں ہوتا۔ لہذا جب تک کسی گناہ کے بارے میں تحقیق کے ساتھ صحیح ہونا معلوم نہ ہو تو اس کے قریب جانا بھی جائز نہیں۔

تجسس کا مطلب ہے کسی کی پوشیدہ باتیں اور راز معلوم کرنا جو اسلامی معاشرے میں سخت ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح چپکے سے کسی کی باتیں سننا اور کسی کی باتیں سننے کے لئے اپنے آپ کو سویا ہوا ظاہر کرنا یہ بھی تجسس میں داخل ہے۔

غیبت کو شدید الفاظ میں حرام قرار دیا گیا ہے اور اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ گناہ کرنے کے بعد اللہ کی طرف رجوع کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[9]

تدبر القرآن:

تدبر قرآن میں اس آیت کی وضاحت کی گئی ہے کہ "كثيرا من الظن" سے مراد یہ ہے کہ ایسے گمان سے اپنے آپ کو بچایا جائے جس کی بنیاد حقیقت پر نہ ہو۔ کیونکہ یہ آپس کے اعتماد کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ آیت مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں اخلاقی پاکیزگی قائم رکھنے کے لئے بنیادی اصول فراہم کرتی ہے۔

تجسس کو ممنوع قرار دینے سے زندگی کی حرمت کا تحفظ دے دیا گیا۔ غیبت کی ممانعت میں نہایت مؤثر مماثل استعمال کی گئی ہے۔ اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو پورا اللہ سے توبہ کرے اور رجوع الی اللہ کرے۔[10]

اتفاقی نکات:

- معاف القرآن اور تدبر القرآن دونوں میں بدگمانی، ٹوہ میں لگنا اور غیبت تینوں کو ممنوع اور بدترین گناہ قرار دیا گیاہیں۔
- غیبت کی شدت کو واضح کرنے کے لئے "مردہ بھائی کا گوشت کھانے" سے تشبیہ دی گئی ہے۔
- توبہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور اللہ کی رحمت وسیع ہے۔

اختلافی نکات:

- معارف القرآن میں بدگمانی کی تفصیل زیادہ فقہی طریقہ سے کی گئی ہے۔ اور جائز و ناجائز گمان کی حدود بیان کی گئی ہے۔
- تدبر قرآن میں زیادہ زور سماجی اور اخلاقی پہلو اور اس کو معاشرتی اعتماد کے تناظر میں سمجھایا گیا ہے۔

4: اسلامی تصور مساوات اور تقویٰ:

اسلام میں انسانوں کے مابین برابری اور تقویٰ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام نے انسان کی فضیلت کا معیار نی رنگ و نسل رکھا ہے اور نہی حسب و نسب بلکہ حقیقی برتری کا معیار صرف اور صرف تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ قرآن میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

" یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ"[11]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں بانٹا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی خطبہ حجۃ الوداع میں اس اصول کو واضح فرمایا کہ:

" أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى"[12]

ترجمہ: یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر "سوائے تقویٰ کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں ہے۔

شانِ نزول:

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضرت بلال حبشیؓ[13] کو اذان دینے کا شرف ملا۔ تو کچھ قریشی لوگوں نے اس پر ناگواری محسوس کی اور اعتراض کیا کہ ایک حبشی غلام کو اتنی اہمیت دی جارہی ہے۔ حارث بن ہشام نے تو یہاں تک کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اذان کے لئے اس کالے کوے کے علاوہ کوئی اور نہیں ملا اس پر اللہ تعالٰی نے یہ ایت نازل فرمائی۔[13]

معارف القرآن:

مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت انسانوں کے درمیان مساوات کا عالمی منشور ہے۔ تمام انسان ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے۔ لہذا برتری کا کوئی جواز نہیں۔ اور قومیں اور قبیلے محض اللہ نے پہچان اور شناخت کے لئے بنائے ہیں۔ برتری کی بنیاد پر نہیں ہے۔ مفتی صاحبؒ اس آیت کو انسانی حقوق کے لئے بنیادی اصول قرار دیا اور فرمایا کہ اسلام نے نسلی تعصب کی جڑ اکھاڑ پھینکی ہے۔[14]

تدبر القرآن:

امین احسن اصلاحی کہ یہ آیت قرآن کریم کے اس مرکزی پیغام کو مکمل کرتی ہے جو معاشرتی اصلاح اور تزکیہ کے ذریعے ایک منصفانہ معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ قبیلے اور قومیں باہم شناخت کے لئے ہے نہ کہ فخر و غرور کے لئے۔ تقوٰی کا مطلب ہے کہ انسان اپنے رب کے ساتھ ہر وقت وفادار ہو اور اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان کرے۔[15]

اتفاقی نکات:

- دونوں حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی اصل ایک ہے۔
- دونوں کے نزدیک قبیلوں کا مقصد صرف شناخت ہے۔
- دونوں نے تقوی کو واحد معیارِ فضیلت قرار دیا ہے۔ اور آیت کو نسلی امتیاز اور غرور کا خاتمہ قرار دیا۔

اختلافی نکات:

- معارف القرآن میں دل کی پاکیزگی اور اعمال کی درستگی کی بات کی گئی ہے۔
- جبکہ تدبر قرآن میں اللہ کی وفاداری اور بندوں کے ساتھ عدل و احسان کی بات کی گئی ہے۔

خلاصۃ البحث:

سورۃ الحجرات کی آیات (9 تا 13) میں بیان کردہ تعلیمات معاشرتی زندگی کے بنیادی اصول فراہم کرتی ہے۔ جن میں باہمی نزاعات کا منصفانہ حل، عدل وانصاف، اخلاقی پاکیزگی انسانی احترام اور تقوٰی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ان آیات کی تشریح میں معارف القرآن اور تدبر القرآن کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اگرچہ دونوں تفاسیر میں بیان کردہ ان تعلیمات کے بنیادی نکات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ تاہم ان کی تعبیر و تشریح میں فکری ختلاف بھی پایا جاتا ہے دونوں تفاسیر نے ان آیات کو صالح، پرامن اور متوازن معاشرے کی بنیاد قرار دیا ہے۔

نتائج البحث:

1. سورہ الحجرات کی آیات 9 تا 13 اسلامی معاشرتی نظام کا جامع منشور پیش کرتی ہے تفسیر معاف القرآن اور تفسیر تدبر القران دونوں ان آیات کو معاشرتی اصلاح کی اساس قرار دیتی ہیں۔
2. دونوں تفاسیر کے مطابق مسلمانوں کے باہمی اختلاف میں صلح اور عدل بنیادی اسلامی فریضہ ہے۔
3. تمسخر، غیبت، بدگمانی اور تجسس کو دونوں تفاسیر نے معاشرتی فساد کا سبب قرار دیا ہے۔
4. انسانی مساوات کے باب میں دونوں تفاسیر متفق ہیں کہ فضیلت کا معیار صرف تقوٰی ہے۔
5. دونوں تفاسیر کا پیغام یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ اخلاق، عدل اور اخوت کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔
6. موجودہ دور کے سماجی، اخلاقی اور نسلی مسائل کے حل کیلئے ان آیات کی تعلیمات نہایت مؤثر رہنمائی راہم کرتی ہیں۔

تجاویز وسفارشات:

- عصری اداروں میں سورہ الحجرات کے آداب اور اصول پڑھائے جائیں۔
- سوشل میڈیا اور روزمرہ معاملات میں تحقیق و تصدیق کی عادت اپنائی جائے۔
- باہمی اختلافات کے حل کیلئے مصالحتی کردار کو فروغ دیا جائے۔
- عدل وانصاف کے قیام کو اجتماعی ذمہ داری سمجھا جائے۔
- مسلمانوں کے اتحاد اور بھائی چارے کو مضبوط بنایا جائے۔
- فضیلت کا معیار تقوٰی اور کردار بنایا جائے۔

- ان آیات کی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کر کے پر امن معاشرہ تشکیل دیا جائے۔

---

[1] سورۃ الحجرات، آیات: 9-10

[2] امام مسلم، صحیح مسلم، مکتبہ رحمانیہ، سن اشاعت: 1991، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل، حدیث نمبر: 4721، ص: 130

[3] مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، مکتبہ دارالعلوم کراچی، سن اشاعت: 2005ء، ج: 8، ص؛ 140-142

[4] امین احسن اصلاحی، تفسیر تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، تاریخ اشاعت: نومبر 2009ء، ج: 8، ص: 498-500

[5] سورۃ الحجرات، آیت نمبر: 11

[6] معارف القرآن، ج: 8، ص: 147، 148

[7] تدبر القرآن، ج: 7، ص: 505-507

[8] سورۃ الحجرات آیت: 12

[9] معارف القران، ج: 8، ص: 152-154

[10] تدبر القرآن، ج: 7، ص: 505-507

[11] سورۃ الحجرات، آیت: 13

[12] مسند الامام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، حدیث نمبر: 23489

[13] معارف القرآن، ج: 8، ص: 158، 159

[14] ایضاً

[15] تدبر القرآن، ج: 7، ص: 512